

خدمات دارالعلوم دیوبند کا نفرنس

پس منظر اور پیش منظر

جب علم و عمل، فکر و آگہی، دعوت و تبلیغ، حریت و جہاد اور اسلامی تحریکات کے الفاظ یکجا کئے جائیں تو اس مجموعہ سے عالم اسلام اور خصوصاً ایشیا کے عظیم روحانی اور علمی مرکز دارالعلوم دیوبند کا اسم گرامی ذہن کے افق پر طلوع ہوتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اس کے سنہری اور درخشاں کارنامے نظر آنے لگتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق کھلتے چلے جاتے ہیں زندگی اور معاشرے کے تمام شعبوں میں اس کا روشن کردار خورد خورشید تہاں کی طرح چمکتا نظر آتا ہے۔

دیوبند مدرسہ بظاہر کچھ رقبے پر پھیلے ہوئے چوڑے گارے مٹی اور پتھر سے بنا ہوا ایک قدیم اسلامی علوم کے مزاج کا حامل مدرسہ ہے لیکن آج اس کی شاندار خدمات آسمان کی وسعتوں کو چھو رہی ہیں اور اس کا علمی و روحانی فیض کرہ ارض کے چپے چپے میں پھیل رہا ہے۔ اور دنیا بھر کے دانشور، سیاستدان، حتیٰ کے غیر مسلم علماء بھی اس کے معترف ہیں۔

۳۰ مئی ۱۸۶۷ء مطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو اس الہامی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پہلے استاد محمود اور اکلوتے شاگرد محمود نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد تعلیم و تعلم کے درس کا آغاز انار کے درخت کے نیچے سے کیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے انار کے درخت کا سایہ ایک عظیم الشان بلند وبالا فجرہ سایہ دار (دارالعلوم دیوبند) کی صورت میں تبدیل ہو گیا اور اس کے برگ و باد اور تازگی و شکفتگی نے ایک عالم کو نہ صرف چھاؤں حشری بلکہ اس کے ارد گرد جمع ہونے والوں کو نئی منزلوں سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ اور نئی رفعتوں پر پہنچا دیا۔ ہندوستان جو صدیوں سے مسلمانوں کے پرچم توحید کے زیر نگین تھا کچھ اپنوں کی نااہلی اور بعد میں استعماری قوتوں مثلاً برطانیہ، فرانس، اور انگریزی حکومتوں کی سازشوں اور حد سے بڑھتی ہوئی مداخلت کی بنا پر آخر کار مسلمانوں کے ہاتھ سے سرک کر جیک یونین (برٹش پرچم) کے دامن میں گر گیا پھر اس کے بعد ہندوستان کے مقدر کا ستارہ اور آزادی کا سورج صدیوں تک غروب رہا۔ ظلمت و شب کی سیاهی اس قدر بڑھی کہ زندگی اور امید کی تمام کرنیں مایوسی، قنوطیت اور غلامی کی راکھ میں جھ گھ گئیں۔ انگریزوں کے مظالم کا پہلا اور بڑا نشانہ بد قسمت مسلمان ہی تھے۔ جب مظالم کا سلسلہ جاری رہا تو انگریزوں کے مظالم کا پہلا اور بڑا نشانہ بد قسمت مسلمان ہی تھے۔ جب مظالم کا سلسلہ جاری رہا تو انگریزوں کے مظالم کا پہلا اور بڑا نشانہ بد قسمت مسلمان ہی تھے۔

مشائخ نے مل کر انگریز اور وطن کے غداروں کے خلاف علم جہاد بلند کیا لیکن شومئی قسمت کہ غداروں کی مجبوری نے طلوعِ سحر نہ ہونے دی۔ اس کے بعد انگریز کی تمام تر توجہ اور مظالم کا شکار مسلمان اور خصوصاً علما ہی رہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی مذہبی، تہذیبی، ثقافتی، تمدنی، معاشرتی، سیاسی، تاریخی اور خصوصاً تعلیمی حیثیتوں کو تباہ کرنے کی ٹھانی۔ ہندوستان کے قدیم اکلوتے اسلامی تعلیمی نظام کو کمزور کیا جانے لگا اور اس کے مقابلہ میں انگریزی نظامِ تعلیم کا ہیولا لایا گیا یہ اس طریقے سے مدون کیا گیا تھا کہ ہندوستانی قوم میں سے صرف کلرک اور اس سطح کے افراد ہی پیدا کئے جاسکیں اور ان کے ذہنوں میں مذہبِ بیزاری اور انگریزی استعمار کی وفاداری کا بیج بویا جائے اور انگریز اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تب اس وقت کے مردِ قلندر اور مردِ درویش جیہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے انگریزی استعمار کی چالوں کو ناکام بنانے اور مسلمانوں کی مذہبی، سیاسی، تعلیمی اور معاشرتی بقا کو یقینی بنانے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے حریت پسندوں کے لئے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ انہی کا توکل، 'اخلاص'، تقویٰ، 'حب و تاب اور سوز و ساز کا نتیجہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند نے ان تمام فتنوں کو ناکام بنادیا اور انگریز ہندوستان کو دوسرا اسپین بنانے میں ناکام ہو گئے۔ اور بلا آخر اکابرینِ دیوبند شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اور دیگر مسلمان زعماء کی ان تھک جدوجہد اور قربانیوں کے طفیل غیر ملکی استعمار ہندوستان سے ذلت و رسوائی کے ساتھ نکل گئے۔ دارالعلوم دیوبند کے فیض اور جدوجہد ہی کی بدولت آزادی کا سورج پاک و ہند کے بامیوں کو ایک بار پھر دیکھنے کو ملا اور کروڑوں مسلمانوں کی تعلیمی، سیاسی، تہذیبی ثقافت فنا ہونے سے بچ گئی۔ دراصل دارالعلوم دیوبند کی روح اور خمیر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فکری، انقلابی اور جہادی عناصر شروع ہی سے شامل تھے۔

دیوبند کی تحریکِ کارِ ربط، تسلسل اور جدوجہد کا سارا اسلسلہ انہی سے ملتا ہے۔ یہ مدرسہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے خوابوں کی تعبیر کا حقیقی عنوان تھا اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی انقلابی تحریک کا دوسرا ایڈیشن تھا۔ اس کی بے شمار اور ان گنت خوبیوں اور خدمات کو ادارتی صفحات میں قلم بند کرنا ممکن نہیں۔ صرف چند اہم خدمات پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی فکری اور اعتقاد کی کھیتی کو برباد کرنے کے لئے اس میں قادیانیت کا تخمِ فساد بھی بویا لیکن دارالعلوم دیوبند نے اس عظیم فتنہ کا بھرپور مقابلہ کیا اور اس کے زہریلے اثرات کو پھیلنے پھولنے سے روک رکھا۔ اس کے علاوہ عیسائی مشنریز کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سرکاری دھونس دھمکی اور لالچ کے باوجود غریب اور غلام ہندوستانیوں کو تبدیلیِ مذہب سے روک رکھا۔ پھر فرقی باطلہ کا بھی ایک طوفان تھا جو مسلمانوں کے عقائد کو کاٹنے کے لئے بے قابو ہو چکا تھا۔ یہ دارالعلوم دیوبند کا قلعہ ہی تھا

جس نے مسلمانوں کے فکری اور مسلکی عقائد کو زہریلی ہوا لگنے سے چھانے رکھا اور تقسیم کے بعد بھی مسلمانوں کو مایوس ہونے نہیں دیا اور مصعب ہندوؤں کی بڑی بھیم میں دارالعلوم دیوبند نے حسب سابق مسلمانوں کی ہر طرح کی سیاسی اور فکری رہنمائی جاری رکھی اور اب تک اس کا فیض جاری و ساری ہے۔

پاکستان میں بھی اس عظیم جامعہ کی ہزاروں فیض یافتہ شاخیں اسلامی علوم و فنون کی ترویج میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے بانی و موسس قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز بھی اس کے ہونہار اور قابل فخر تلامذہ و اساتذہ میں سے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد انہوں نے بھی تو کلا علی اللہ ایک مسجد میں شہوت کے درخت کے سائے تلے تعلیم و تعلم کے سلسلے کا آغاز کیا کیونکہ پاکستان میں بھی ایسے ہی حالات اور واقعات پیدا ہو رہے تھے جیسے کہ شروع میں لکھا جا چکا ہے۔ بعد میں یہ شاخ دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں پھلنے پھولنے لگی اور اس کی خدمات اور کارکردگی بھی اپنی مادر علمی کی طرح نظر آنے لگیں۔ اس کا اعتراف حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ”مستم دارالعلوم دیوبند نے ان الفاظ میں کیا کہ ”دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی ہے“ اور دارالعلوم کے موجودہ مستم حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مدظلہ نے ابھی حال ہی میں حقانیہ تشریف آوری کے موقع پر ان پاکیزہ ارشادات کا اظہار فرمایا کہ ”ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند اور پاکستان اور اس کے قرب و جوار کے ممالک میں دارالعلوم حقانیہ یکساں فیض پہنچا رہے ہیں اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے جو شاخ قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوبی کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند کی ہمسری کر رہی ہے اور انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ دارالعلوم کے فاضل نے اتنی عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔“

پاکستان میں اسلامی تہذیب و تمدن کے پھیلنے اور اس پر اسلامی چھاپ لگانے میں دارالعلوم حقانیہ اور اس کے قابل فخر فضلاء کا بڑا عمل دخل ہے۔ ملک کے پہلے متفقہ آئین و دستور کی تدوین سے لے کر شریعت بل کی جدوجہد تک پارلیمانی تاریخ اس کے فضلاء اور اس سے وابستہ علما کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ بعد میں جماد افغانستان کی جدوجہد اور سرخ سامراج روس کی شکست میں دارالعلوم حقانیہ نے جو کردار ادا کیا اس کا اعتراف بین الاقوامی میڈیا اور مغربی و امریکی تحقیقی اداروں افراد کی جوق در جوق دارالعلوم آمد اور میڈیا میں ہر وقت زیر بحث ہونے سے غوطی لگایا جاسکتا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ نے تحریک طالبان کے پودے کی نشوونما بھی اپنی زمری میں کی اور اس تحریک سے وابستہ افراد کی ایسی علمی و فکری تربیت کی کہ آج وہ تنہا پورے عالم کفر کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ کرہ ارض کی سپر طاقتیں آج ان فضلاء حقانیہ کے جرأت مندانہ کردار اور مثالی نظم و نسق کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں۔ پھر اسی طرح پاکستان میں جمعیت علمائے اسلام کے دونوں دھڑوں کی قیادت کرنے والے بھی اسی دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور فیض یافتہ ہیں۔ ان دونوں جماعتوں نے (بد قسمتی سے الگ رہ کر بھی) پاکستان کی

تاریخ میں نہایت اہم خدمات سر انجام دی ہیں اور امریکی سپر پاور کے سامنے پاکستانی عوام کو ترنوالہ ہونے سے چھائے رکھا ہے۔ اور یہی جماعت پاکستان کے اسلامی تشخص کو قائم و دائم رکھنے میں پیش پیش ہے اور آج انہی مدارس کے طفیل پاکستان کا اسلامی تشخص اور تمدن قائم و دائم ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے مغرب زدہ پاکستانی حکمران اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر ان مدارس کے کردار کو کمزور کرنے اور انہیں بدنام کرنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں اور اسی طرح امریکی استعمار اور اس کے حواری ممالک بھی اس قسم کی سازشیں کر رہے ہیں کہ پاکستان میں دارالعلوم دیوبند سے فیض یافتہ اور اسلامی تحریکات کے مراکز مدارس اسلامیہ کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جس طرح کہ انہوں نے اسپین، تاشقند، بخارا اور ترکی وغیرہ میں کیا۔ چنانچہ اس نازک موقع پر مسلک دیوبند سے وابستہ سیاسی جماعت جمعیت علماء اسلام کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کا نفرنس کا انعقاد ایک اچھا فیصلہ ہے اور اس کا نفرنس کے ذریعے مسلک دیوبند سے وابستہ متفرق جماعتوں اور منتشر حلقوں کو یکجا ہونے کا موقع بھی ملا اور ان کے آپس کے فروعی اختلافات بھی ان شاء اللہ اس کا نفرنس کے ذریعے کم ہوئے۔ جیسا کہ جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کا دیوبند کا نفرنس کے پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ایک نیک شگون سمجھا گیا۔

ادارہ دارالعلوم تھانیہ ”دارالعلوم دیوبند کا نفرنس“ کے انعقاد کا شروع ہی سے حمایت کرتا چلا آ رہا ہے اور جمعیت علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی اپنی پوری جماعت کی توانائیاں اور خدمات کو کامیاب بنانے کے لئے حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہ کی اکوڑہ خٹک کی آمد کے موقع پر انہیں پیش کیے دونوں حضرات نے اس موقع پر کھل کر عالمی استعمار امریکہ اور اس کے حواریوں کو چیلنج کیا کہ ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور ہم سب تمہارے مقابلے میں ایک قوت ہیں۔

اکیسویں صدی کے اوائل میں اس عظیم الشان کا نفرنس کے انعقاد کا فیصلہ ہر لحاظ سے دانشمندانہ ہے۔ ان شاء اللہ اس صدی میں بھی دارالعلوم دیوبند کی اسلامی تعلیمات کی روشنی اور اس کی انقلابی اور اسلامی تحریکات کی کو مزید بڑھتی چلی جائے گی اور نئی نسل کو اس کا نفرنس کے ذریعے سے صحیح سمت میں رہنمائی ملے گی اور اس کی کامیابی سے پاکستان میں اسلامی انقلاب کیلئے راہ مزید ہموار ہوگی اور امارت اسلامی افغانستان کو بھی اس کے ذریعے سے نئی تازگی اور بلند حوصلہ ملے گا۔ اس کا نفرنس کی تیاری میں اس کے منتظمین نے جو خدمات سر انجام دی ہیں وہ بھی انتہائی قابل تحسین ہیں۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کا نفرنس کے اثرات حقیقی طور پر دور رس نتائج کے حامل ہوں اور یہ کا نفرنس اتحاد امت کے لئے نشان منزل کا کام انجام دے۔ امین